دار الافتاء

۸۸۲

باسمہ تعالیٰ

بخدمتِ گرامی استاذِ محترم حضرت مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

امید ہے بخیریت ہونگے، اللہ پاک آپ کو ہمیشہ عافیت میں رکھے اور آپ کا سایہ ہمارے سروں پر سلامت رکھے، آمین!

حضرت!

بندہ کو کچھ عرصے سے ''کمپنی'' سے متعلقہ مختلف جہتی مسائل پر غور کا موقع مل رہا ہے اور ان مسائل میں دارالافتاء سے رجوع کا سلسلہ بھی بحمداللہ قائم ہے، اسی سلسلے میں ایک مسئلہ یہ بھی ہے کہ ''کمپنی کے شیئرز (جو مالِ تجارت نہ ہوں) کی زکاۃ کا درست حساب کیسے کیا جائے؟''

اس کے لئے جب بندہ نے کمپنی کی بیلنس شیٹ کا جائزہ لیا تو کمپنی کی Liabilities کو زکاۃ کے حساب میں منہا کرنے اور نہ کرنے سے متعلق چند سوالات پیدا ہوئے، جو رہنمائی کے لئے آنجناب کی خدمت میں پیش ہیں۔

گزارش ہے کہ اس سلسلے میں رہنمائی فرما کر ممنون فرمائیں۔

تمہید:

ہر کمپنی پر مختلف قسم کے قرضے اور دیون ہوتے ہیں جو کمپنی کی مالی ذمہ داریوں (Liabilities) کی حیثیت سے اس کی بیلنس شیٹ میں درج ہوتے ہیں، یہ دیون مختلف نوعیتوں کے ہوتے ہیں:-

(۱)۔ بلحاظ مدت:

۱۔طویل المیعاد (Long term) ۲۔قصیر المیعاد (Short term)۔

(۲)۔ بلحاظ مقصد:

۱۔کبھی ان کے ذریعے Operating Assets (مشینیں، آلات، عمارتیں) خریدے یا بنائے جاتے ہیں؛

۲۔کبھی ان کو جاری اخراجات (مثلاً تنخواہیں، بلز وغیرہ کی ادائیگی) کے لئے استعمال کیا جاتا ہے؛

۳۔کبھی ان کے ذریعے قابلِ زکاۃ مال (مالِ تجارت) خریدا جاتا ہے۔

(۳)۔ بلحاظ مقدار:

کبھی ان قرضوں اور دیون کا حجم قرضہ لینے والے فرد یا ادارے کے مجموعی اثاثوں کے مقابلے میں نصف یا اس سے کم ہوتا ہے اور کبھی اس سے زیادہ۔

(جاری ہے۔۔۔)

اب سوال یہ ہے کہ کمپنی کے مالکان (یا شیئر ہولڈرز) جب اپنی زکاۃ کا حساب کریں گے تو مذکورہ بالا ''دُیون'' کو اپنے ملکیتی حصوں میں سے منہا کر کے زکاۃ کا حساب کریں گے یا بغیر منہا کئے ہوئے؟

اس میں مسئلہ یہ ہے کہ ایک Public Limited Company کے شیئر ہولڈر کے لئے کمپنی پر واجب الاداء دُیون کے معلوم کرنے کا ذریعہ کمپنی کی Balance Sheet ہی ہوتی ہے اور بیلنس شیٹ میں کمپنی کے دُیون کے بارے میں یہ تو وضاحت ہوتی ہے کہ کون سے دیون طویل المیعاد ہیں اور کون سے قصیر المیعاد، لیکن اس میں یہ وضاحت نہیں ہوتی کہ کمپنی نے ان قرضوں کو کہاں صرف کیا تھا؟ آیا قابلِ زکاۃ اموال خریدے گئے تھے یا نا قابلِ زکاۃ؟ یا پھر کسی خریداری کے بجائے انہیں جاری اخراجات کی ادائیگی میں استعمال کیا گیا تھا؟

نیز ان دُیون کی مقداریں بھی کمپنی کے کاروباری حجم کے تناسب سے کم یا زیادہ ہوتی ہیں۔

اس سلسلے میں عصرِ حاضر کے فقہاءِ کرام کی کئی آراء سامنے آئی ہیں:

۱۔ ہر قسم کے قرضے (طویل المیعاد یا قصیر المیعاد) منہا ہونگے لاطلاقِ عباراتِ الفقہاء (''زکاۃ کے جدید مسائل (جدید فقہی مباحث)'' ج:۱ ص:۷۰، ۱۰۴، ۱۳۱، ۱۴۳، ۲۴۸)

۲۔ صرف قصیر المیعاد (ایک سال کے اندر اندر کے) منہا ہونگے طویل المیعاد نہیں، کیونکہ اس کا فوراً مطالبہ نہیں ہوتا (حوالہ بالا ص: ۸۵، ۱۲۴، ۲۰۳، ۹۵۱)

۳۔ وہ ''بڑے بڑے'' ''پیداواری'' قرضے جن سے ''نا قابلِ زکاۃ اموال خریدے'' جائیں وہ منہا نہ ہونگے (اسلام اور جدید معیشت وتجارت)

آخری قول سب سے معتدل اور مزاجِ شریعت کے قریب معلوم ہوتا ہے، بناء بریں دار العلوم کراچی کے فتاویٰ میں بھی اسی کو اختیار کیا جاتا ہے۔ (جیسا کہ فتویٰ نمبر: ۶۱/۱۰۸۵)

البتہ جب زکاۃ کا حساب کرنے کیلئے اس قول کے مطابق بیلنس شیٹ میں درج کمپنی کے دیون کا جائزہ لیتے ہیں تو کچھ سوالات سامنے آتے ہیں، یہ سارے سوالات ''کمپنی کے دُیون کے، زکاۃ کے حساب میں منہا ہونے یا نہ ہونے'' سے متعلق ہیں اور ان کے جوابات سے ان شاء اللہ شیئرز کی زکاۃ کا بہت بڑا مسئلہ حل ہو جائے گا۔

ذیل کی سطور میں سوالات پیش خدمت ہیں:۔

(جاری ہے۔۔۔)

سوالات:

۱۔ ''بڑے'' اور ''چھوٹے'' قرضے کے درمیان حدِ فاصل کیا ہوگی؟
اور ایک شیئر ہولڈر کیسے اس بات کا فیصلہ کرے گا کہ کونسا قرضہ بڑا ہے اور کونسا چھوٹا؟
کیونکہ یہ ایک قدرِ نسبتی ہے، ایک قرضہ کسی چھوٹی کمپنی کیلئے تو بڑا ہوگا لیکن ممکن ہے کسی بڑی کمپنی کے لئے اس کی حیثیت بہت معمولی ہو۔

تو کیا ایسا ممکن ہے کہ اس کی پہچان کیلئے کوئی فارمولا طے کردیا جائے تاکہ زکاۃ کا درست حساب کیا جاسکے (مثلاً قرضوں کا اثاثوں سے تقابل کرکے دیکھا جائے کہ کُل اثاثوں کے مقابلے میں قرضوں کا کیا تناسب ہے؟ اور اس میں ثلث یا نصف کی مقدار تک چھوٹا قرضہ ہو اور اس سے زیادہ کو بڑا قرضہ شمار کیا جائے، جیسے دیگر معاملات میں بھی کہیں ثلث اور کہیں نصف کو حکم الاکثر میں شمار کیا گیا ہے (اس کے نظائر حضرت کی تصنیف "An Introduction to Islamic Finance" میں کئی مقامات پر موجود ہیں)

۲۔ نیز اس میں طویل المیعاد یا قصیر المیعاد ہونے سے کوئی فرق پڑے گا یا دونوں ایک ہی حکم میں ہونگے؟

۳۔ جب شیئر ہولڈر کو یہ بات معلوم ہی نہیں ہوتی کہ ان قرضوں سے ناقابلِ زکاۃ اثاثے خریدے گئے ہیں یا قابلِ زکاۃ؟ تو ایسی صورت میں وہ کیا کرے؟
آیا فقہ کے عام اصول کے مطابق قرضوں کو منہا کردے یا پھر شک کی وجہ سے احتیاطاً منہا نہ کرے؟

۴۔ بعض دفعہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ مقصودی طور پر تو قرضہ نہیں لیا جاتا بلکہ اصلاً تو کمپنی کسی (ڈیلر، ڈسٹری بیوٹر وغیرہ) سے کوئی معاہدہ کرتی ہے لیکن اس کے ضمن میں زرِ ضمانت (Security Deposit) کے طور پر ایک معقول رقم لیتی ہے (جسکی شرعی حیثیت قرضے کی بنتی ہے) یہ رقم کمپنی کے کاروبار میں شامل ہوجاتی ہے اور بیلنس شیٹ میں کمپنی کی Liability بن جاتی ہے لیکن اس میں یہ معلوم کرنے کا کوئی ذریعہ نہیں ہوتا کہ اس رقم سے کیا چیز خریدی گئی ہے یا اس کو کہاں صرف کیا گیا ہے؟ بلکہ وہ تو کمپنی کے Main Account میں جمع ہوجاتی ہے اور دیگر رقوم کے ساتھ کسی بھی ضرورت میں استعمال ہوجاتی ہے۔
اب اس قسم کے دیون کے بارے میں کیا حکم ہوگا؟
آیا ان کو کلی طور پر منہا کیا جائے گا یا پھر دیگر قرضوں کے ساتھ ملا کر سب پر ایک ہی حکم لگایا جائے گا؟

(جاری ہے۔۔۔)

۵۔۔ بعض مرتبہ کمپنی پر مالی ذمہ داری قرضے کی وجہ سے نہیں بلکہ کسی اور عقد (مثلاً مرابحہ) کی وجہ سے آجاتی ہے تو اس Murabaha Liability کا کیا حکم ہوگا؟

مثلاً اس کے درج ذیل پہلو وضاحت طلب ہیں:۔

(الف)۔۔ مرابحہ میں آج کل زیادہ تر تو قابلِ زکاۃ اموال ہی خریدے جارہے ہیں لیکن اگر نا قابلِ زکاۃ اموال خریدے جائیں تو کیا حکم ہوگا؟

(ب)۔۔ نیز اس میں طویل یا قصیر مدتی ہونے سے کوئی فرق پڑے گا یا نہیں؟ (اگرچہ آج کل عموماً ایک سال سے زیادہ کا مرابحہ نہیں ہورہا تاہم اگر ہو تو کیا حکم ہوگا؟)

(ج)۔۔ اگر یہ مرابحہ کسی غیر اسلامی بینک سے کیا گیا ہو (جو اس عقد کی شرائط کا لحاظ نہیں رکھتے) تو اس صورت میں اس کی Liability کا کیا حکم ہوگا؟

۶۔۔ اگر قرضوں کے بڑے اور چھوٹے ہونے کے لئے کسی حد کا تعین کیا جائے تو ایسی صورت میں وضاحت طلب بات یہ ہے کہ ہر کمپنی پر مختلف اقسام کے دیون ہوتے ہیں مثلاً:

1. Long term finance.
2. Short term borrowing.
3. Running finance.
4. Security deposits and advances.
5. Trade and other payables.

اب قرضے کے بڑا یا چھوٹا ہونے کے تعین کے لئے ان سب اقسام کے دیون کے مجموعے کا کمپنی کے اثاثوں سے تقابل کیا جائے گا یا پھر ان میں سے ہر ایک کا انفراداً تقابل کیا جائے گا اور پھر جو دَین بڑے کی حد تک پہنچ جائے تو وہ بڑا اور باقی چھوٹے شمار ہونگے؟

یعنی مراد یہ ہے کہ اگر یہ قرضے اپنی انفرادی حیثیت میں تو چھوٹے چھوٹے ہوں لیکن ان کا مجموعہ بڑے قرضے کی حد تک پہنچ جائے تو ایسی صورت میں آیا ان کی انفرادی حیثیت کو ملحوظِ نظر رکھا جائے گا یا پھر مجموعی حیثیت کو، خاص طور پر جب یہ سب مختلف اقسام کے دیون ہوں؟

(جاری ہے۔۔۔)

۷۔۔ Trade & other payables

ڈیون کے حوالے سے ایک سوال کمپنی سے متعلقہ یہ ہے کہ عموماً کمپنیوں کی Balance Sheet میں بعض اہم ذمہ داریاں درج کرنے کے بعد ایک عمومی عنوان Trade & other payables کا ہوتا ہے، یعنی (تجارتی ودیگر واجبات) یہ کمپنی کی Current Liabilities (ایک سال سے قبل واجب الاداء ذمہ داریاں) کے تحت ہوتا ہے، اس کی ذیلی تفصیلات میں جا کر دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ مندرجہ بالا عنوان اپنے مفہوم میں بہت وسعت رکھتا ہے اور اس کے تحت Liabilities کی ایک طویل فہرست آتی ہے جس میں مختلف قسم کی تقریباً ۲۰ ر Liabilities شامل ہیں، جن میں نقد قرضے، تجارتی ادھاریاں، مختلف بلز، ملازمین کی تنخواہیں، الاؤنسز، ویلفیئر فنڈز، واجب الاداء ٹیکسز، ڈیوٹیز، ایڈوانس اور سیکورٹی ڈپازٹس، غیر منقسمہ نفع (Dividend)، ریسرچ فنڈ وغیرہ شامل ہیں، ان میں سے یقینی طور پر کچھ ذمہ داریاں زکاۃ کے حساب میں ''قابلِ منہا'' اور کچھ ''ناقابلِ منہا'' ہیں۔

ہم نے کئی مشہور کمپنیوں کی بیلنس شیٹس میں درج اس کالم کا اس کی تفصیلات سمیت جائزہ لیا اور اس خانہ میں درج کی جانے والی ''قابلِ منہا'' اور ''ناقابلِ منہا'' ذمہ داریوں کا باہمی Ratio (تناسب) دیکھا تو اکثر میں 90% سے زیادہ قابلِ منہا اور 10% سے کم ناقابلِ منہا ذمہ داریاں تھیں، صرف ایک کمپنی میں ناقابلِ منہا ذمہ داریاں 21% اور قابلِ منہا 79% نکلیں۔

اب مسئلہ یہ ہے کہ اگر کمپنی کی بیلنس شیٹ میں Liabilities کے تحت Trade & other payables کا عنوان ہو جس کی تفصیلات Shareholder کو میسر نہیں اور یہ عنوان قابلِ منہا اور ناقابلِ منہا دونوں قسم کی ذمہ داریوں کو شامل ہوتا ہے (جس کا تناسب اوپر ذکر کیا گیا) تو ایسی صورت میں وہ Shareholder اس مکمل رقم کو دین شمار کر کے منہا کر دے یا مکمل کو ناقابلِ منہا کرے یا پھر کوئی احتیاطی مقدار مثلاً 50% منہا کر دے اور 50% کو ناقابلِ منہا شمار کرے؟

یہ سوال اس وجہ سے بھی اہمیت رکھتا ہے کہ کئی کمپنیوں کی Balance Sheets میں Trade & other liabilities کا Break-up (ذیلی تفصیلات) درج نہیں ہوتا اور اگر درج ہو تو بیشتر Shareholder ان تفصیلات کا شرعی تجزیہ کرنے کے قابل نہیں ہوتے لہٰذا انکے لئے کوئی آسان طریقہ حساب ہوجائے تو مناسب ہوگا۔

جزاکم اللہ

والسلام

المستفتی

اظفر اقبال رشید

مشیر شرعی امور

برق کارپوریشن

(جواب منسلکہ ورق پر ملاحظہ فرمائیں)

الجواب حامداًومصلیاً

ا۔۔۔واضح رہے کہ اسلام اور جدید معیشت وتجارت کے ص ۹۴ پر اور دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی کے فتوی نمبر ۱۰۸۵/۶۱ میں کمپنیوں کے بینکوں اور مالیاتی اداروں سے حاصل کئے جانے والے تجارتی قرضوں کا حکم بیان کرنا مقصود ہے ،اور چونکہ کمپنیوں کے بینکوں اور مالیاتی اداروں سے حاصل کئے جانے والے تجارتی قرضے عموماً عام قرضوں کے مقابلہ میں بڑی مقدار میں ہوتے ہیں لہذا دارالافتاء کے فتوی میں اسے بڑے بڑے سے تعبیر کر دیا گیا ورنہ درحقیقت بڑے بڑے کا لفظ قید اتفاقی ہے،احترازی نہیں ہے اور اس سے مراد کمپنیوں کے بینکوں اور مالیاتی اداروں سے حاصل کئے جانے والے تجارتی قرضوں کا حکم بیان کرنا ہے چنانچہ ایسے تجارتی قرضے چاہے جس قدر رقوم کے ہوں ،انکا حکم یہی ہے کہ اگر ان قرضوں سے ناقابلِ زکوٰۃ اموال خریدے جائیں تو وہ قرضے زکوٰۃ کی ادائیگی کے وقت قابل زکوۃ اموال سے منہا نہیں ہونگے۔

واضح رہے کہ حضرت مدظلہم نے اسلام اور جدید معیشت وتجارت میں ''بڑے بڑے'' کا لفظ اسطرح استعمال نہیں فرمایا ہے جیسا سوال میں مذکور ہے بلکہ حضرت مدظلہم نے اسکے متعلق یہ فرمایا ہے کہ اکثر بڑے بڑے سرمایہ داروں نے بنکوں اور مالیاتی اداروں سے اتنے قرض لے رکھے ہوتے ہیں کہ انکے قرض انکے قابل زکوۃ سرمائے سے بڑھ جاتے ہیں۔

فی المغنی :٤٤١/٥

وجملة ذلك أن الدين يمنع وجوب الزكاة فى الأموال الباطنة رواية واحدة ـوهى الأثمان وعروض التجارة ـ(الى قوله)والفرق بين الأموال الظاهرة والباطنة أن تعلق الزكاة بالظاهرة آكد لظهورها وتعلق قلوب الفقراء بها ولهذا يشرع إرسال من يأخذ صدقتها من أربابها وكان النبى صلى الله عليه وسلم يبعث السعاة فيأخذون الصدقة من أربابها وكذلك الخلفاء بعده وعلى منعها قاتلهم أبو بكر الصديق رضى الله عنه ولم يأت عنه أنهم استكرهوا أحدا على صدقة الصامت ولا طالبوه بها إلا أن يأتى بها طوعا ولأن السعاة يأخذون زكاة ما يجدون ولا يسألون عما على صاحبها من الدين فدل على أنه لا يمنع زكاتها ولأن تعلق أطماع الفقراء بها أكثر والحاجة إلى حفظها أوفر فتكون الزكاة فيها أوكد ـ

وفيه ايضاً :٤٤٤/٥

فإن كان أحد المالين لا زكاة فيه والآخر فيه الزكاة كرجل عليه مائتا درهم وله مائتا درهم وعروض للقنية تساوى مائتين فقال القاضى : يجعل الدين فى مقابلة العروض ـوهذا مذهب مالك وأبى عبيد قال أصحاب الشافعى : وهو مقتضى قوله ؛ لأنه مالك لمائتين زائدة عن مبلغ دينه فوجبت عليه زكاتها كما لو كان جميع ماله جنسا واحدا ـ

فى الانصاف:٤٤٢/٤

لو كان له عرض تجارة بقدر الدين الذى عليه ومعه عين بقدر الدين الذى عليه فالصحيح من المذهب : أنه

(جاری ہے)

يـجـعل الدين فى مقابلة العرض ويزكى ما معه من العين نص عليه فى رواية المروذى وأبى الحارث وقدمه فى الفروع والحواشى وابن تميم۔

وفى الفروع:۳/۳۸۵

ومـن لـه عـرض قـنية يبـاع لـو أفلس يفى بدينه فعنه : يجعل فى مقابلة ما عليه ويزكى ما معه من المال الزكوى جمعا بين الحقين وهو أحظ وعنه : يجعل فى مقابلة ما معه ولا يزكيه لئلا تحتمل المواساة ولأن عرض القنية كـملبوسه فى أنه لا زكاة فيهما فكذا فيما يمنعها وكذا الخلاف فيمن بيده ألف دينا والمراد على ملىء وجزم بـه بـعـضهـم وعليه مثلها يزكى ما معه على الأولى و م لا الثانية فإن كان العرض للتجارة فنص فى رواية أبى الحارث المروزى : يزكى ما معه بخلاف ما لو كان للقنية

فى الجوهر النقى :٤/١٤٩

لا تجب الزكوة على من عليه دين وبه قال سليمان بن يسار وعطاء والحسن وميمون بن مهران والثورى والليث واحمد واسحق وابو ثور ومالك الا انه قال ان كان عنده عروض تفى بدينه عليه زكوة العين

۲۔۔۔کمپنیوں کے بینکوں اور مالیاتی اداروں سے حاصل کئے جانے والے تجارتی قرضے طویل المیعاد ہوں یا قصیر المیعاد ،دونوں کا حکم ایک ہی ہے،طویل المیعاد یا قصیر المیعاد ہونے سے حکم شرعی پر کوئی فرق نہیں پڑیگا۔

۳۔۔۔جو شیئر ہولڈرز عملی طور پر کمپنی کے معاملات میں شریک ہوتے ہیں،ہماری معلومات کے مطابق انکے لئے اس بات کا معلوم کرنا ممکن ہے کہ ان قرضوں سے نا قابل زکوۃ اثاثے خریدے گئے ہیں یا قابل زکوۃ ،لہذا وہ معلومات حاصل کر کے زکوۃ کا حساب نکال سکتے ہیں اور جن شیئر ہولڈرز کو یہ بات معلوم نہیں ہوسکتی تو اگر انہوں نے یہ شیئرز بیچنے کی نیت سے خریدے ہیں تو وہ ان شیئرز کی پوری بازاری قیمت پر زکوۃ ادا کرینگے اور اگر انہوں نے یہ شیئرز سالانہ نفع حاصل کرنے کیلئے خریدے ہیں تو انکو چاہئے کہ کمپنی کے بارے میں یہ بات معلوم کریں کہ وہ بینکوں یا مالیاتی اداروں سے تجارتی قرضے لیتی ہے یا نہیں؟اگر یہ معلوم ہو کہ:

(الف) وہ کمپنی بینکوں یا مالیاتی اداروں سے تجارتی قرضے نہیں لیتی تو ایسی صورت میں غیر تجارتی عمومی قرضے جیسے واجب الاداء بلز،ملازمین کی تنخواہیں وغیرہ کو کمپنی کے قابل زکوۃ اثاثوں سے منہا کیا جائیگا۔

(ب) اگر یہ معلوم ہو کہ وہ کمپنی بینکوں یا مالیاتی اداروں سے تجارتی قرضے لیتی ہے تو ایسی صورت میں احتیاط اسی میں ہے کہ ان تجارتی قرضوں کو کمپنی کے قابل زکوۃ اثاثوں سے منہا نہ کیا جائے اور اسکی نظیر وہ مسئلہ ہے جو حضرت مدظلہم نے اسلام اور جدید معیشت وتجارت ص ۹۳ پر شیئرز کی زکوۃ ادا کرتے ہوئے قابل زکوۃ اور نا قابل زکوۃ اثاثوں میں تفریق سے متعلق بیان فرمایا ہے کہ:

''اگر کسی کیلئے قابل زکوۃ اور نا قابل زکوۃ اثاثوں کی تحقیق ممکن ہو تو وہ تحقیق کر کے صرف قابل زکوۃ اثاثوں کی حد تک زکوۃ

(جاری ہے)

دے اور جو شخص یہ تحقیق نہ کرسکتا ہو وہ احتیاطاً پوری بازاری قیمت کی زکوۃ دے"

نیز عبادات کے باب میں اصولی طور پر احوط کو ترجیح دی جاتی ہے اور احتیاط کا تقاضا یہ ہے کہ ایسی صورت میں قرضوں کو قابل زکوۃ اموال سے منہا نہ کیا جائے۔

فی اصول السرخسی: ۱/۵۲

والاخذ بالاحتیاط فی باب العبادات أصل

فی ردالمحتار: ۲/۳٦٦

أن الأخذ بالاحتیاط فی باب العبادات واجب

فی البحر: ۱/۳۲

وظاهر ما فی فتح القدیر أن اللازم خروج النجاسة والملزوم المجیء من الغائط وإذا کان کنایة عن اللازم فالحمل علی أعم اللوازم أولی أخذا بالاحتیاط فی باب العبادات۔

۴۔۔۔چونکہ یہ رقم سیکیورٹی ڈپازٹ کے طور پر لی گئی ہے لہذا اسکا حکم عام قرضوں کا ہے اور زکوۃ کی ادائیگی کے وقت اسے کمپنی کے قابل زکوۃ اثاثوں سے منہا کیا جائیگا۔

۵۔۔۔(الف) واضح رہے کہ تجارتی کمپنیاں اسلامی بینکوں سے مرابحہ کی بنیاد پر عموماً اپنے تجارتی مقاصد کیلئے ہی خریداری کرتی ہیں اور عموماً اسکے ذریعے قابلِ زکوٰۃ مال یعنی مال تجارت ہی خریدا جاتا ہے لہذا اصولی طور پر زکوۃ کی ادائیگی کے وقت مرابحہ کے دیون کمپنی کے قابل زکوۃ اثاثوں سے منہا کئے جائینگے کیونکہ دوسری طرف مرابحہ کے طور پر خریدا جانے والا مال تجارت یا اسکو بیچ کر حاصل ہونے والی قیمت کمپنی کے قابل زکوۃ اموال میں شمار ہوگی اور اصول زکوۃ کے مطابق اس پر زکوۃ لازم ہوگی لیکن اگر مرابحہ کے طور پر نا قابل زکوۃ اموال خریدے جائیں تو چونکہ مرابحہ میں بھی مدیونیت پیدا ہوتی ہے اسوجہ سے مرابحہ کے دیون کا بھی وہی حکم ہوگا جو عام دیون کا ہے یعنی اس صورت میں مرابحہ کے دیون زکوۃ کی ادائیگی کے وقت کمپنی کے قابل زکوۃ اثاثوں سے منہا نہیں کئے جائینگے۔

(ب) اس صورت میں طویل یا قصیر مدتی ہونے سے حکم شرعی پر کوئی فرق نہیں پڑیگا۔

(ج) اگر یہ مرابحہ کسی ایسے سودی بینک سے لیا گیا ہے جو مرابحہ کے معاہدات تو استعمال کرتے ہیں لیکن اسکی شرعی شرائط کا خیال نہیں کرتے تو ایسی صورت میں مرابحہ کے نام پر حاصل ہونے والی رقم قرض شمار ہوگی اس قرض کا حکم کمپنیوں کے تجارتی قرضوں کا ہوگا چنانچہ اگر ان قرضوں کے ذریعہ ایسی اشیاء خریدی گئیں جو خود قابلِ زکوٰۃ ہیں تو یہ قرضے زکوٰۃ سے مستثنی ہونگے اور اگر ان قرضوں سے ایسی اشیاء خریدی گئیں جو قابلِ زکوٰۃ نہیں تو یہ قرضے مستثنی نہیں ہونگے۔

(جاری ہے)

٦۔۔۔قرضوں کے چھوٹے اور بڑے ہونے سے متعلق تفصیل جواب نمبر۱ میں گزر چکی ہے۔

٧۔۔۔اصل حکم تو یہی ہے کہ جو ذمہ داریاں زکوۃ کے حساب میں قابل منہائی ہوں، انہیں منہا کیا جائے اور جو ذمہ داریاں قابل منہائی نہ ہوں انہیں منہا نہ کیا جائے لیکن ذکرکردہ Trade and other payables کی صورت میں چونکہ شیئر ہولڈر کو ذیلی تفصیلات کا علم نہیں ہوتا یا اگر علم ہو تو وہ اسکا شرعی تجزیہ کرنے کا اہل نہیں ہوتا لہذا فی الوقت موجودہ صورتحال کی روشنی میں اگر اسکے متعلق سوال میں ذکرکردہ تجویز یعنی پچاس فیصد کو قابل منہائی اور پچاس فیصد کو نا قابل منہائی شمار کیا جائے تو یہ احتیاط کے مطابق ہے۔ واللہ سبحانہ وتعالی اعلم

ابراہیم عیسی

دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی

٢٩/٥/١٤٣٠ھ

الجواب صحیح
احقر محمود اشرف غفراللہ لہ
٢/٦/١٤٣٠ھ
نائب مفتی جامعہ دارالعلوم کراچی

جواب صحیح ہے، اور حاصل اسکا یہ ہے کہ جو تاجر مسلسل تجارتی قرضے لیتے رہتے ہیں اور انکے قرضے اتنے ہو جاتے ہیں کہ انکے قابل زکوۃ اثاثوں سے بڑھ جاتے ہیں، انکے معاملے میں تحمل زکوۃ سے بچنے کیلئے مالکیہ اور حنابلہ کے قول پر فتوی دینا چاہئے، اور اس معاملے میں دوسرے علماء سے استصواب کرنا بھی مناسب ہے۔ واللہ سبحانہ اعلم
بندہ محمد تقی عثمانی عفی عنہ
١-٦-١٤٣٠ھ
مفتی جامعہ دارالعلوم کراچی

الجواب صحیح
محمد عبدالمنان عفی عنہ
٦/٦/١٤٣٠ھ
نائب مفتی جامعہ دارالعلوم کراچی

الجواب صحیح
بندہ [illegible]
٣-٦-١٤٣٠ھ
نائب مفتی جامعہ دارالعلوم کراچی

الجواب صحیح
اعجاز احمد غفراللہ لہ
٦/٦/١٤٣٠ھ

دارالافتاء
فتوی نمبر ١١٦٤/٨
جامعہ دارالعلوم کراچی